

کوئی کہے کہ شبِ مہ میں کیا بُرائی ہے؛
 بلا سے، آج اگر دن کو ابر و باد نہیں
 جو آؤں سامنے اُن کے، تو ”مرحبا“ نہ کہیں
 جو جاؤں واں سے کہیں کو تو ”خیر باد“ نہیں
 کبھی جو یاد بھی آتا ہوں میں تو کہتے ہیں
 کہ ”آج بزم میں کچھ فتنہ و فساد نہیں
 علاوہ عید کے ملتی ہے اور دن بھی شراب
 سے بڑھا ہوا نہیں۔

گداے کو چمے خانہ نامراد نہیں
 جہاں میں ہو غم و شادی بہم، ہمیں کیا کام
 دیا ہے ہم کو خدا نے وہ دل کہ شاد نہیں
 تم کر کے وعدے کا ذکر ان سے کیوں کرو غائب

۲۔ شرح : اگر آج دن کی
 بادل نہیں چھائے اور ٹھنڈی
 ہوا نہیں چل رہی، اس لیے
 شراب کا سازگار موسم موجود
 نہیں تو نہ سہی، آخر
 یہ تو بتاؤ کہ چاندنی رات میں محفلِ ناول و نوشِ جمالی جاثے تو کیا مضائقہ ہے؟

مرزا غالب ہی نہیں، بلکہ ہر صاحبِ ذوق کے لیے عرقِ نوشی کے دو
 ہی موقعے ہیں۔ یادِ دن کے وقت ابر چھایا ہوا ہو، ترشح ہو رہا ہو اور ٹھنڈی
 ہوا چل رہی ہو یا رات کے وقت جب چاندنی مچھلی ہوتی ہو۔ اس شعر میں

شرح : یہ کس نے کہا کہ
 میں قیامت کا منکر ہو گیا ہوں؛
 یہ غلط ہے میرا اعتقاد قیامت
 پر بدستور قائم ہے، البتہ یہ
 ضرور کہتا ہوں کہ جدائی کی رات
 میں جو مصیبتیں اور مشقتیں عاشق
 پر گزری ہیں، ویسی قیامت کے
 دن پیش نہیں آ سکتیں، اس
 لیے قیامت کا دن سحر کی رات
 سے بڑھا ہوا نہیں۔

کتنا معمولی اور عام مضمون
 ہے، لیکن محض بیان کی خوبی سے
 اسے کہیں کا کہیں پہنچا دیا۔

۲۔ شرح : اگر آج دن کی
 بادل نہیں چھائے اور ٹھنڈی
 ہوا نہیں چل رہی، اس لیے
 شراب کا سازگار موسم موجود
 نہیں تو نہ سہی، آخر